تعمیر بیت اللہ الحرام

عبدالقدوس ہاشمی

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے جو ہر صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک بار فرض ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ کو لوگوں پر اپنا حق کہا ہے، فرمایا:

و للہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا (سورۃ آل عمران، آیت ۹۷) اور اللہ کا انسانوں پر حق ہے کہ جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو، بیت اللہ کا حج کرے۔

بیت اللہ الحرام یعنی کعبہ شریف کا حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے چلا آرہا ہے۔ اس طویل مدت میں کسی سال ایسا نہیں ہوا ہے کہ حج نہ ہوا ہو، اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ کعبہ شریف موسم حج کے سوا، سال کے اور دنوں میں بھی دن رات میں کسی وقت طواف کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں سے خالی نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں نے بڑی بڑی طویل مدت تک اس کا انتظار کیا ہے کہ دن رات میں کسی وقت ان کو اکیلے طواف کرنے کا موقع مل جائے، لیکن کبھی کوئی آدمی اس تمنا میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند گرامی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جب حکم الٰہی کے بموجب بیت اللہ کی تعمیر کرا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ:

واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو

اور وهاں آکر کیا کریں؟ یه بهی قرآن مجید میں اسی جگه بتا دیا گیا ہے، نماز پڑھیں، قیام، رکوع اور سجده کریں، الله کو یاد کریں، اس کی توحید و یکتائی کو بیان کریں، قربانی کریں، خود کهائیں، بهوکوں اور محتاجوں کو کهلائیں، اپنے دلوں و دماغ کے میل کچیل کو صاف کر ڈالیں، شرک سے بت پرستی سے، جهوٹ سے اور هر بری بات سے بچیں اور توبه کریں ـ

اچها تو خدا کے سچیے نبی ابوالانبیاء حضرت ابراهیم علیه السلام نے الله جل جلاله کے حکم کی تعمیل کی اور لوگوں کو حج کرنے کے لئے پکارا ـ جن کے دل کفر و طغیان سے سیاه نہیں پڑچکے تهے، اور جن کے کانوں میں حق کی آواز سن لینے کی صلاحیت موجود تهی انهوں نے ابراهیم علیه السلام کی آواز کو سنا، اور اب بهی سنتے هیں، اور زمین کے گوشه گوشه سے چل کر طویل، پر از اخراجات و مشقت، سفر کی صعوبتیں برداشت کرکے هر سال وهاں جمع هوجاتے هیں، اور کتنے جمع هوجاتے هیں، سینکڑوں نہیں، هزاروں نہیں بلکه لاکهوں، بری، بحری اور فضائی راستوں سے آکر شریک هونے والوں کی تعداد ۱۵-۱۶ لاکه تک پہنچ جاتی ہے ـ اور وهاں قیام، رکوع، سجده، تلبیه، قربانی، طواف، خیرات، مبرات، گناهوں سے توبه اور دلوں اور دماغوں کی صفائی کرتے هیں ـ اور ابراهیم و اسمعیل علیهما اسلام کے رب نے اسی کام کے لئے تو بیت الله کی تعمیر کرائی تهی اور اسی مقصد کے لئے اسے پاک صاف رکهنے کا حکم دیا تها ـ

یه تو الله رب العزت کے حکم اور هدایات کی تعمیل هو رهی ہے ـ لیکن کعبه کرتے هوئے مقدس باپ ابراهیم علیه السلام اور ان کے مکرم فرزند علیه السلام نے ایک دعاء بهی کی تهی اور اس کا ذکر قرآن کے الفاظ

[illegible]

[illegible] البیت [illegible] اور جب ابراهیم اور اسمعیل بیت الله کی

اسمٰعیل، ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم. ربنا واجعلنا مسلمین لك و من ذریتنا امة مسلمة لك وارنا مناسكنا و تب علینا انك انت التواب الرحیم ربنا والبعث فیهم رسولاً منهم یتلوا علیهم آیاتك ویعلمهم الكتاب والحكمة و یزكیهم، انك انت العزیز الحكیم، (سورة البقرة آیت ۱۲۷)

دیواریں بلند کر رہے تھے (توانھوں نے دعاء کی) اے ہمارے رب (ہماری اس بندگی کو) قبول فرما لے۔ بلاشک توھی سمیع و علیم ہے۔ اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنا تابع فرمان بنا لے اور ہماری اولاد سے ایک ایسی امت پیدا کر جو تیری فرما بردار ہو۔ اور ہمیں عبادت کی راہیں دکھا اور ہماری توبہ قبول فرما بلاشبہ توھی توبہ قبول فرمانے والا اور بڑی رحمت والا ہے، اے ہمارے رب ہماری اولاد میں ایک ایسا پیغمبر مبعوث فرما جو ان کو تیری آیات سنائے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور انھیں (برائیوں سے) پاک کرے۔ یقیناً تو ہی عزت و حکمت والا ہے۔

دیکھئے یہ دعاء کیسی قبول ہوئی، کسی خوش نصیب کی دعاء کاہے کو ایسی قبول ہوئی ہوگی۔ ۱۰ھ کے حجۃ الوداع میں جب ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ نے حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا، اور عرفات و مزدلفہ کے قریب مشعر حرام کی پہاڑیاں لبیک لبیک کی آوازوں سے گونجنے لگیں تو حضور ص نے سر جھکا کر اللہ تعالی کا شکر ادا کیا اور فرمایا "آج ہمارے دادا حضرت ابراہیم ع کی دعاء قبول ہوگئی،" اور جب سے آج تک ہر سال یہ پہاڑیاں اسی طرح لبیک لا شریک لکہ لبیک کی آوازوں سے گونجتی ہیں، اور انشااللہ تعالی ہمیشہ ہی گونجتی رہیں گی۔

بیت اللہ الحرام یعنی کعبہ شریف کی تاریخ سیر اور تاریخ اسلام کی ہر کتاب میں موجود ہے۔ عام تاریخوں کے علاوہ خاص بیت اللہ اور شہر مکہ کی

تاریخ پر بھی بہت سی کتابیں عربی، اور اردو میں لکھی گئی ہیں، مثلاً:

اخبار مکہ : مصنفہ ابوالولید محمد بن عبداللہ الأزرقی المتوفی ۲۵۰ھ

تاریخ مکہ : مصنف ابو عبداللہ محمد بن اسحق الفاکہی المتوفی ۲۷۳ھ

شفاء الغرام : مصنفہ تقی‌الدین محمد بن احمد الفاسی المتوفی ۸۳۲ھ

اتحاف الوری : مصنفہ الحافظ نجم‌الدین عمر بن محمد بن فہد المتوفی ۸۸۵ھ

الجامع اللطیف : مصنفہ جار اللہ بن عبدالعزیز القرشی المتوفی ۹۵۴ھ

البحر العمیق : مصنفہ جمال‌الدین ابوالبقاء محمد بن احمد العمری المتوفی ۸۵۴ھ

کتاب الاعلام باعلام بیت الحرم مصنفہ قطب الدین النہروالی المتوفی ۹۸۸ھ

کتاب الاعلام باعلام بیت الحرام اپنے فاضل مصنف قطب الدین النہروالی کے نام سے موسوم ہوکر تاریخ القطبی بھی کہلاتی ہے یہ بڑی جامع اور پر از معلومات کتاب ہے۔ اس کے مصنف مولانا قطب‌الدین انہلواڑہ (نہرواله) گجرات (ہندوستان) کے رہنے والے ایک بزرگ تھے، اسی طرح اردو کی بہت سی کتابوں میں بیت اللہ کی تاریخ موجود ہے، خصوصاً:

سیرة النبی : مصنفہ شبلی نعمانی

رحمة للعلمین : مصنفہ قاضی سلیمان منصور پوری

اصح السیر : مصنفہ مولانا عبدالرؤف دانا پوری

تاریخ بیت اللہ : حکیم سیف الدین فاطمی

خانۂ کعبہ : طاہر کردی مترجمہ عبدالصمد صارم

تواریخ مکہ : مصنفہ فخر الدین حسن

تاریخ مسجدالحرام : مصنفہ حکیم عبدالشکور

بیت اللہ اور مسجد الحرام :

بیت اللہ الحرام کی تعمیر کا حال پڑھتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ایک تو ہے کعبہ شریف یعنی وہ چوکور گھر جسے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بیت اللہ الحرام، کعبہ اور البیت العتیق کہا ہے - اور دوسری تعمیر ہے اس کے گردا گرد بنی ہوئی مسجد جو مسجد الحرام یا حرم مکی کہلاتی ہے - اس مسجد میں بار بار ترمیمیں اور توسیعات ہوتی رہی ہیں، اور ابھی حال ہی میں جو جدید مسجد پچھلی مسجد الحرام کو مسمار کرکے بڑی وسعت سے اور پرشکوہ انداز میں بے مثال رعنائی و زیبائی کے ساتھ سعودی بادشاہ نے بنوائی ہے وہ ہر اعتبار سے بے مثال ہے - دنیا میں کسی قوم کی کوئی عبادت گاہ اس کے مماثل نہیں ہے - لیکن بیت اللہ یعنی کعبہ شریف اس طرح بار بار نہیں تعمیر ہوتا رہا ہے - تاریخ میں صرف چند بار اس کی تعمیر نو کی ضرورت پیش آئی ہے اور اس میں بھی ہمیشہ اس کی پابندی قایم رکھی گئی ہے کہ پچھلی بنیادوں ہی پر تعمیر ہو، اس میں کوئی فرق نہ آنے پائے - یہ مسجد الحرام کے وسط میں ایک چار گوشہ مکان ہے جو زمین سے چھت تک صرف ۱۵ میٹر بلند ہے - اور تقریباً ۱۲ میٹر طول اور ۱۰ میٹر عرض رکھتا ہے - اس کا ایک ہی دروازہ ہے جو زمین سے تقریباً دو میٹر بلند ہے - اس کی ایک دیوار پر کونے سے قریب تقریباً ڈیڑھ میٹر کی بلندی پر ایک نقرئی حلقہ کے اندر حجر اسود ہے - طواف کعبہ کی ابتداء اسی حجر اسود سے کی جاتی ہے اور یہیں آکر طواف کے ساتوں اشواط (چکر) کو ختم کیا جاتا ہے - یہی وہ گھر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا ہے :

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبارکاً وهدیً للعلمین، (سورة آل عمران آیت ۹۶) -

یقیناً سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا وہی ہے جو بکہ میں ہے برکت والا، اور ساری دنیا والوں کے لئے رهنما ہے -

دنیا میں اس عبادت گاہ یعنی بیت اللہ الحرام کعبہ شریف کے سوا کوئی اور مسجد نہیں جس کا طواف کیا جاتا ہو، اور جس کے گرد چکر لگا کر عبادت کی تکمیل ہوتی ہو۔ یہ کعبہ کب بنایا گیا اور کس نے بنایا، اور آج جو تعمیر موجود ہے وہ کس وقت کی ہے۔ اگرچہ ان میں سے بہت سی باتیں عام طور سے مشہور و معروف ہیں لیکن بعض باتیں ایسی ہیں کہ جن کا مختصر ذکر یقیناً مفید ہوگا۔

فاران :

جزیرۃ العرب کے طبعی حصے پانچ ہیں : یمن، تہامہ، حجاز، عروض اور نجد۔ ان طبعی حصوں میں سے حجاز، عروض اور تہامہ کے درمیان میں فاصل ہونے کی وجہ سے حجاز کہلاتا ہے۔ عربی زبان میں حجاز کے معنی ہیں، دو چیزوں کے مابین حائل کوئی چیز۔ حجاز میں وہ سلسلۂ کوہ واقع ہے جس کا نام ہے جبل فاران۔ اگرچہ اس سلسلۂ کوہ کی مختلف چوٹیوں اور مختلف حصوں کے مختلف نام بھی ہیں لیکن جو پہاڑیاں مکہ شہر کے قریب ہیں اور جس کے دامن میں بیت اللہ الحرام واقع ہے، اس کا نام قدیم زمانہ سے فاران ہے۔ توریت مقدس کی پہلی کتاب جو کتاب پیدائش کے نام سے بائبل کے عہد عتیق میں ہے، اس کے باب ۲۱ میں حضرت بی بی ہاجرہ اور ان کے فرزند اسمعیل علیہ السلام کے متعلق مذکور ہے کہ یہ لوگ وادی فاران میں رہتے تھے۔ اس وادی کو مقامی طور پر وادی بکہ بھی کہتے تھے، اور اس کے قریب جو شہر حضرت اسمعیل علیہ السلام کے زمانہ میں یمن کے قبیلۂ جرہم کے آ بسنے کی وجہ سے بن گیا اسے شہر مکہ کہنے لگے۔ اس شہر کے نام مکہ کے علاوہ قرآن مجید میں چند صفتی نام بھی آئے ہیں مثلاً البلدالامین، ام القریٰ اور البلد الحرام وغیرہ۔

شہر مکہ معظمہ، جدہ کی بندرگاہ سے تقریباً ۴۳ میل پر واقع ہے۔ چاروں طرف پہاڑیاں ہیں جن پر شہر مکہ معظمہ کے مختلف محلے آباد ہیں اور بیچ کی

لشیبی زمین پر بیت اللہ بنا ہوا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ یہ سب سے پہلا گھر ہے جو لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا ہے۔

تعمیر کعبہ :

بیت اللہ کو پہلے پہلے کس نے بنایا؟ اس کے بارے میں مختلف روایتیں ملتی ہیں، بعض صحابہ اور حضرت امام محمد الباقر سے منقول ہے کہ ہبوط آدم علیہ السلام سے پہلے فرشتوں نے کعبہ شریف کی تعمیر کی تھی۔ الأزرقی نے اخبار مکہ میں، امام ابن حجر العسقلانی نے فتح الباری میں اور عبدالرزاق نے مصنف میں بعض صحابہ سے روایت کی ہے کہ بیت اللہ الحرام کی تعمیر حضرت آدم علیہ السلام نے کی تھی۔ کنزالعمال (طبع حیدرآباد الدکن ۱۳۱۲ھ، ج ۶ ص ۲۴۳) میں بہت سے اقوال صحابہ و تابعین سے اس سلسلہ میں منقول ہیں۔ ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے یہ عبادت گاہ تعمیر کی تھی، اور جب حوادث عالم سے اس کی دیواریں مسمار ہو گئیں تو حضرت ابراهیم علیہ السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام نے ان ہی بنیادوں پر پھر سے بیت اللہ کی تعمیر کردی۔

بہرحال ، اس پر اتفاق ہے کہ عبادت کے لئے پہلا گھر جو بنایا گیا وہ یہی گھر ہے، اختلاف صرف اس پر ہے کہ پہلے پہلے بنایا کس نے، فرشتوں نے، حضرت آدم علیہ السلام نے یا حضرت ابراهیم علیہ السلام نے۔ فرشتوں کے بنانے یا حضرت آدم علیہ السلام کے بنانے کا ذکر نہ قرآن مجید میں ہے اور نہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ لیکن جن بزرگوں سے یہ قول مروی ہے وہ بڑے درجہ کے لوگ تھے اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم بے فائدہ اس سے انکار کریں۔

حضرت ابراهیم علیہ السلام اور اسمعیل علیہ السلام کے ہاتھوں تعم

کعبہ کا صریح ذکر قرآن مجید میں کئی جگہ موجود ہے اور احادیث صحیحہ سے بھی یہ ثابت ہے ۔ اس لئے ہم اس کا یقین رکھتے ہیں ۔ یہ بات اتنی مشہور ہے کہ اس کے دھرانے کی ضرورت نہیں ۔ ہم تعمیر ملائکہ اور تعمیر حضرت آدم کو بھی اگر شمار میں شامل کرلیں تو حضرت ابراھیم علیہ السلام کی تعمیر تیسری تعمیر قرار پاتی ہے ۔ اور اگر شامل نہ کریں تو پہلی تعمیر ہوگی۔ اب اس کے بعد کی تعمیرات یہ ہیں ۔

(۱) پہلی تعمیر : تعمیر ملائکہ

(۲) دوسری تعمیر : تعمیر حضرت آدم علیہ السلام

(۳) تیسری تعمیر : تعمیر حضرت ابراھیم علیہ السلام

(۴) چوتھی تعمیر : قوم عمالقہ کی تعمیر

(۵) پانچویں تعمیر : قبیلۂ جرھم کی تعمیر

(٦) چھٹی تعمیر : قصی بن کلاب مورث اعلی قریش کی تعمیر

(۷) ساتویں تعمیر : قبیلۂ قریش کی تعمیر، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نبوت کے نزول سے پانچ سال قبل،

(۸) آٹھویں تعمیر : حضرت عبداللہ بن زبیر کی تعمیر سنہ ٦۴ ھجری میں

(۹) نویں تعمیر : حجاج بن یوسف کی تعمیر سنہ ۷۴ ھجری میں۔ صرف ایک دیوار جو حطیم کے مقابل ہے، اسی کی تعمیر کی گئی۔ کعبہ کی باقی تین دیواریں وھی رھیں جو حضرت عبداللہ بن زبیر کی تعمیر کردہ تھیں

(۱۰) دسویں تعمیر : سلطان مراد بن احمد خلیفہ عثمانی نے سنہ ۱۰۳۹ ھجری میں کعبہ شریف کی تعمیر کی جو اب تک موجود ہے ۔

اس آخری تعمیر کا واقعہ شیخ محمد طاھر الکردی نے اپنی کتاب الکعبۃ ت اللہ الحرام میں یوں لکھا ہے کہ سلطان غازی محمد مراد الرابع بن احمد کے الۂ حکومت میں بتاریخ ۱٦ شعبان سنہ ۱۰۳۹ ھجری صبح کے وقت کثرت بارش

کی وجہ سے ایک بڑا سیلاب مکہ معظمہ میں آیا اور بیت اللہ (کعبہ) کی دیواریں گرگئیں، تو خلیفۂ وقت نے تعمیر نو کا حکم دیا چنانچہ ان ھی قدیم بنیادوں پر پھر سے کعبہ کی تعمیر کردی گئی، اور دروازہ ذرا اونچے پر رکھا گیا تاکہ آیندہ کبھی سیلاب کا پانی کعبہ کے اندر داخل نہ ھوسکے۔

اس طرح سنہ ۱۰۳۹ ھجری میں حج کے وقت تک بیت اللہ الحرام کی تعمیر حضرت ابراھیم علیہ السلام کی تعمیر سے آٹھویں تعمیر مکمل ھوئی، اور یہی تعمیر اب تک موجود ھے۔ اس کے بعد ایک عثمانی خلیفہ نے طلائی اینٹوں سے کعبہ کی تعمیر کا ارادہ کیا لیکن علمائے اسلام نے اس فضول عمل سے خلیفہ کو روک دیا۔

چونکہ سنہ ۱۰۳۹ ھجری کے بعد سے بار بار سیلاب آنے کے باوجود کعبہ کی دیواریں منہدم نہیں ھوئیں، اس لئے پچھلی دیواروں کو گرا کر دوبارہ تعمیر کی ضرورت نہیں پڑی، اور اب جبکہ کعبہ کے گرد کی مسجد الحرام کئی ارب کی لاگت سے سعودی بادشاھوں نے تعمیر کردی ھے۔ اس وقت بھی کعبہ شریف *کی دیواریں اور چھت عثمانی خلیفہ مراد ھی کی تعمیر کردہ باقی ھیں۔ اللھم زدہ شرفاً و تعظیماً۔*